www.urdupalace.com

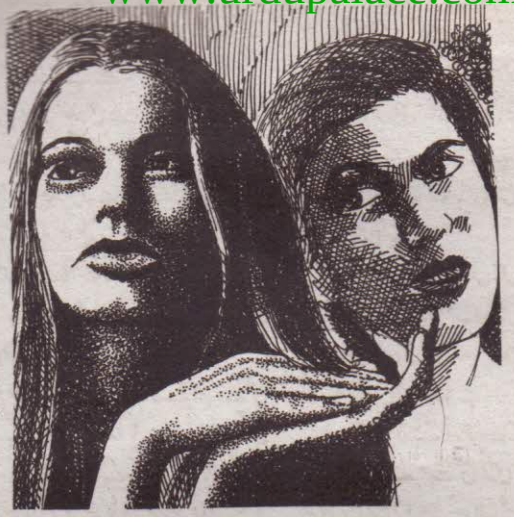

وقت کی قیمت

ایم الیاس

زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے وہ انتھک محنت اور تگ و دو کرتا رہا اور پھر اسے اس کی منزل مل گئی تو اس کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا مگر وقت اور اصول پر اس کی گرفت ڈھیلی ہوگئی تو.....

''ٹائم از منی اینڈ منی از پاور'' اس جملے کو احاطہ کرتی اپنی نوعیت کی سبق آموز کہانی

شاہ نواز نے کبھی خواب وخیال میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی ازدواجی زندگی میں ایسا دن بھی آ سکتا ہے جو خزاں کی طرح ہو۔ بہار کا سایہ تک نہ ہو۔

جب وہ تجرد کی بے کراں زندگی گزار رہا تھا وہ زندگی کو بھی اذیت اور کرب محسوس کرتا تھا..... راتیں اس کی زندگی میں ویرانی لے کر آتی تھیں۔ وہ کروٹیں بدلتے سوجاتا تھا۔

جب تک اسے نیند نہیں آتی تھی وہ سوچتا تھا کہ اس کے پہلو اور آغوش میں کوئی حسین اور نوجوان عورت کا ہونا ضروری ہے..... اس کو اپنے دوستوں کی بیویوں اور ان کی ازدواجی زندگی پر بڑا رشک آتا تھا..... وہ دل میں کہتا کہ کیا اسے کوئی نوجوان اور حسین ہم سفر نہیں مل سکتی.....؟

وہ سوچتا کہ اگر اسے کوئی ایسی رفیق سفر نہ مل گئی جو اس کے گھر کو جنت بنادے..... اس کے کچھ دوست ایسے تھے جن کی گھریلو زندگی جنت سے کم نہیں تھی۔ وہ ایک

www.urdupalace.com

خوشگوار زندگی گزار رہے تھے اور ان کی زندگی خوابوں سے کم نہیں تھی اور اپنی زندگی بڑی خوش گوار تھی۔

یہ دوست اس سے کہتے تھے......

"یار شاہ نواز تو جلدی سے شادی کر کے گھر بسا لے...... وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے...... اس لئے کہ تیری عمر بھی گزرتی جا رہی ہے...... شادی کے لئے یہ سب سے اچھی عمر ہے...... دیکھ گیا گزرا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا ہے۔ آخر تو کس بات کا انتظار کر رہا ہے۔"

اس کے کچھ دوستوں میں ایسے دوست بھی تھے جن کی زندگی جہنم بنی ہوئی تھی۔

"یار شاہ نواز......! دیکھ تو کبھی بھولے بسرے بھی شادی نہ کرنا...... یہ تو جو زندگی گزار رہا ہے سب سے اچھی اور پرسکون ہے...... ہم شادی کر کے پچھتا رہے ہیں۔"

ان کی بات سن کر اسے بڑی حیرت ہوتی تھی۔ اسے یقین نہیں آتا تھا۔

اس لئے کہ ان کی بیویاں نہایت حسین اور نوجوان اور بے پناہ پرکشش تھیں۔

اس کے نزدیک زندگی حسین اور خوش گوار بنانے میں ایک عورت کا حسین ہونا کافی تھا۔

کچھ دوست کہتے تھے کہ راتیں عورت کے بغیر بے کیف ہوتی ہیں۔

عورت کا قرب نہ ہو تو زندگی میں کچھ رکھا نہیں۔

اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کرے......؟ شادی کے بغیر زندگی گزارے؟

عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھ کے اس کا دل مچل جاتا۔

ساری رات وہ کبھی کبھی لمحے کے لئے سو نہیں پاتا تھا۔ رات جاگتے گزر جاتی تھی۔

اس لئے وہ کبھی کبھی ایسی لڑکی اور عورت کو دیکھ لیتا تھا جو ایک قیامت ہوتی۔

رات جب وہ سونے کے لئے بستر پر دراز ہوتا تو وہ اس کے چشم تصور میں آ کھڑی ہوتی۔

پھر اسے پراگندہ خیالات سونے نہیں دیتے تھے اور اس کی نیند غارت کر دیتے تھے۔

وہ ان بے حجاب عورتوں میں بہت دور نکل جاتا تھا جو اس کا قرار لوٹ لیتے تھے۔

یوں تو ایسی لڑکیوں اور عورتوں کی کوئی کمی نہ تھی جو بازاروں، سرِ راہ...... اور شادی تقریبات میں بے لباس سی دکھائی دیتی تھیں...... میک اپ اور تنگ و چست اور بے حجابی کی سی حالت کے لباس میں نظر آتی تھیں...... یہ ایک فیشن سا بن گیا۔

وہ انہیں دیکھ کے دل میں سوچتا کہ کیا ان لڑکیوں، عورتوں کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ اس لباس میں برہنہ ہو کے رہ گئی ہیں...... مردوں کی ہوس ناک نظروں کا انہیں احساس نہیں ہوتا ہے...... کیا وہ خوشی محسوس کرتی ہیں کہ مرد انہیں گھورتے اور مزے لیتے ہیں......

میں نے بہت سی ایسی لڑکیوں اور عورتوں کے چہروں کے تاثرات سے ایسا محسوس کیا کہ وہ ان گھورتی نگاہوں سے پریشان نہیں بلکہ خوش ہو جاتی ہیں۔

دوسری طرف ان میں جو حیادار ہوتی ہیں وہ ایسے مردوں کو غضب ناک نظروں سے دیکھتی ہیں اور اپنی نگاہوں سے ملامت کرتی ہیں۔

اس کے دوست نذیر خان نے اس سے ایک روز کہا تھا۔

"یار! شاہ نواز...... ! شادی کر لے...... نہ کرنے سے کرنا بہتر ہے۔"

اس کے پاس ایک بنگلہ نما مکان تھا جو دو سو گز کے رقبہ پر بنا ہوا تھا جو اسے ورثہ میں ملا تھا وہ اپنے والد کی اکلوتی اولاد تھی۔ اپنا مکان ہونا بھی بڑی بات تھی۔

وہ ایک دفتر میں ملازمت کر رہا تھا۔ چوں کہ اسے دو وقت ہوٹل میں کھانا پڑتا تھا...... صبح میں وہ ناشتہ ہوٹل میں کرتا تھا جس پر اس کی تنخواہ کی خاصی رقم اٹھ جاتی تھی۔

اس نے اپنے دوست نذیر خان سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ اس تنخواہ میں کیا دونوں میاں بیوی کی گزر بسر ہو جائے گی؟

نذیر خان ہنس پڑا اور اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

www.urdupalace.com

"بڑی آسانی سے...... کیوں کہ یہ تمہارا اپنا مکان ہے...... مالک مکان اور کرائے کا بکھیڑا نہیں ہے...... نہ مالک مکان سر پر مکان خالی کرانے کی تلوار لٹکا تا رہے...... جس کا اپنا ذاتی مکان ہو اس شہر میں...... وہ کسی جاگیر اور زمین دار سے کم نہیں ہوتا...... لڑکی والے جو بھی اپنی بیٹی دیں گے وہ مکان دیکھ کے...... اور تمہارا مکان تو خاصا بڑا ہے...... اس کا آدھا حصہ کرائے پر بھی اٹھا سکتے ہو...... لیکن اس جھن جھٹ میں مت پڑنا۔ کیوں کہ کرایہ کبھی وقت پر ملتا ہے اور کبھی کبھی چھ چھ ماہ بھی نہیں ملتا ہے۔ بیوی سلیقہ مند...... سگھڑ اور کفایت شعار ہوئی تو خاصی معقول رقم پس انداز کرلے گی۔ بس اب تم اللہ کا نام لے کے اور آنکھیں بند کر کے شادی کرلو......"

نذیر خان نے اس کے لئے ایک لڑکی تلاش کرلی۔ شادی سے پہلے بھی اسے لڑکی دکھادی۔

لڑکی کا نام شاہینہ تھا۔ وہ اکیس برس کی نوجوان اور حسین تھی۔ حسین اسے ہی سمجھا جاتا ہے جو گوری ہو...... اس لحاظ سے وہ گوری تھی۔ اس کا جسم بھی سڈول اور گدرایا ہوا تھا۔

شاہ نواز نوجوان لڑکیاں، عورتیں...... ان کی نیم عریانی اور بے حجابی دیکھتا رہا تھا۔ جو اس پر نشہ طاری کردیتی تھیں۔ اس لڑکی نے اسے بے حد متاثر کیا اور دل موہ لیا تھا۔

شادی کی سہاگ کی پہلی رات اور پھر کئی راتیں اس نے عورت کو دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ اس نے شادی بہت دیر میں کی...... بہت پہلے کرلینا چاہئے تھا...... شاہینہ کا حسن متناسب اس پر بجلی بن کے گرا تھا۔

شاہینہ جتنی حسین اور پرکشش تھی اتنی ہی طرح دار تھی۔ قیامت سے کم نہیں تھی۔

کوئی رات ایسی نہ تھی جو ان کے لئے پرکیف اور سرور بخش نہ ہوتی تھی...... جب وہ بے حد جذباتی ہوجاتا تھا تو شاہینہ بھی اس پر خود سپردگی سے ٹوٹ پڑتی تھی۔ ان پر ایسی وارفتگی اور والہانہ پن طاری ہوجاتا تھا کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوجاتے تھے......

شاہ نواز طوفان گزر جانے کے بعد اس سے محبت بھری باتیں کرنے لگتا تھا۔

شاہ نواز کو جذبات کی افراتفری میں بہہ جانے سے اتنا سرور اور کیف نہیں آتا تھا جتنا شاہینہ کی گفتگو سے...... شاہینہ کی باتیں نہ صرف اس کے کانوں میں رس گھولتی رہتیں بلکہ اس کے دل میں ایک عجیب سی فرحت دوڑ جاتی تھی...... اسے جسم کے قرب سے زیادہ باتیں فرحت بخش لگتی تھیں...... وہ جوان باتوں سے لطف اور سرور محسوس کرتا تھا اسے شاہینہ کے جسم سے محسوس نہیں ہو پاتا تھا۔

اس لئے وہ شاہینہ کو کسی نہ کسی باتوں اور حرکتوں سے رات دیر تک جگائے رکھتا تھا۔

اس نے محسوس کیا کہ شاہینہ بستر کی بہترین ساتھی ہے...... لیکن عملی زندگی میں اس کے برعکس ہے...... وہ خواب دیکھنے والوں میں سے ہے...... خواب ناک زندگی کی راتوں کے زہر پینے والی۔

ازدواجی زندگی کے چار برس کسی نہ کسی طرح بیت گئے تھے...... اس کی وہ ہر فرمائش پوری کرتا تھا اور اسے سمجھاتا تھا۔

"میری جان......! دیکھو میری ماہانہ تنخواہ اتنی ہے...... اتنی ہی چادر بھی ہے...... اس میں گزر بسر کرنی ہے...... تم اپنے اخراجات قابو میں رکھو...... تمہیں مستقبل کا بھی احساس ہے...... پانچ برس گزر گئے...... اب ہمارے دو بچے ہیں...... ہمیں ان کی تعلیم و تربیت بھی کرنی ہے...... اسکول میں داخل کرنے کے بعد اخراجات اور بڑھ جائیں گے...... تمہاری شاہ خرچی نے مجھے مقروض بنادیا ہے......"

"یہ مکان...... دیکھ رہے ہو؟ کھنڈر کی طرح ہوتا جارہا ہے...... شادی سے پہلے تم نے رنگ و روغن کیا تھا۔ اب پانچ برس ہورہے ہیں...... میری سہیلیاں اور میرے میکے کے لوگ آتے ہیں...... مجھے شرم آتی ہے...... اور پھر یہ مرمت طلب بھی ہورہا ہے...... پلستر بھی تمام کمروں میں ہونے کو ہے...... لیکن تمہیں نہ تو اس بات کی کوئی پرواہ ہے اور نہ احساس ہے...... میں اب اس مکان میں رہنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں اپنے میکے چلی جاؤں گی۔"

وہ چھ بجے سے پہلے پہلے اپنے میکے بچوں کو لے کے

www.urdupalace.com

گئی تھی۔ جب وہ دفتر سے گھر آیا تھا۔ شاہینہ میکے کی طرح پر

☆......☆......☆

شاہنواز اپنی زندگی سے انتہائی بےزار اور ناخوش ہو کے رہ گیا۔

اب اس کے پاس پریشانیوں اور الجھنوں کے سوا رہا بھی کیا تھا...... اسے اب اب شادی کر کے پچھتاوا ہو رہا تھا...... شادی سے پہلے اس کی زندگی کیسی حسین اور خوش گوار تھی۔ نہ فکر کوئی تھی کوئی غم اور مسائل۔

آج اس کی اپنی زندگی میں خوشی ایک اندھیر بنی ہوئی تھی...... کسی سمت خوشی کی ایک کرن بھی نظر نہیں آتی تھی۔

اس کی بیوی بچے اس سے دو تھے...... اسے شاہینہ کا پرشباب گداز بدن...... وہ راتیں جو اس کی ہم آغوش میں گزرتی تھیں...... بدن کی حشر سامانیاں اور قیامتیں اسے تڑپاتی تھیں۔ اس کی فیاضی، خودسپردگی اور مہربانی وہ کبھی بھلا نہیں سکتا تھا۔

شاہینہ اور بچے اس صورت میں آ سکتے تھے کہ اس پر جو کئی لوگوں کا قرض تھا اسے ادا کرتا تھا جو کئی مہینوں سے چڑھا ہوا تھا۔ جب کوئی مل کے تقاضا کرتا تو انہیں کہتا تا کہ...... کچھ اور دنوں کی مہلت تو دیں...... وہ انہیں اپنی تنخواہ میں سے کچھ رقم دے کر ٹھنڈا کر دیتا تھا...... اس طرح گاڑی کو وہ کسی نہ کسی طرح کھینچ رہا تھا۔

اور سب سے بڑھ کے فوری طور پر حل طلب مسئلہ مکان کی مرمت کا تھا۔ مہنگائی اس قدر بڑھ چکی تھی اور بڑھتی جا رہی تھی کہ آسمان کو چھو رہی تھی۔ مرمت کرانا آسان نہیں رہا تھا۔ اس کی مرمت کرانی نہایت ضروری تھی۔ مکان رہنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بارش ہوتی چھت ٹپکنے لگتی تھی۔ اس کی بیوی کی کمزوری ایک خوب صورت مکان تھا۔ مکان کی مرمت اور رنگ و روغن سے وہ کسی نئی نویلی دلہن کی طرح ہو جائے گا...... اس کی بیوی جیسے ہی رنگ و روپ دیکھے گی اس کی آنکھیں اور خوشی سے پھٹ جائیں گی۔ وہ فوراً ہی آمادہ ہو جائے گی، گلے شکوے دور ہو جائیں گے، ان کی راتیں سہاگ راتوں کی طرح گزرنے لگیں گی۔

یہ گھر جو اس کی حسین بیوی کے بغیر بے رونق اور بے کیف ہے اس میں حسن اور رنگینی آ جائے گی۔ پھر وہ اسے ہر طرح سے خوش کرے گی۔ اس کی بیوی ایک خواب ناک خواب گاہ اور گداز بستر کی دلدادہ ہے۔ وہ کھلونا بن کے اس کی کنیز بن کے خوش کرتی رہے گی۔

جیسے جیسے موسم بہار قریب آ رہا تھا۔ شاہنواز کی گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔ کیوں کہ اس کا مکان صاف ستھرے علاقے میں تھا۔ اس کا باغیچہ خاصا وسیع تھا۔ موسم بہار آتے ہی پودوں کی کانٹ چھانٹ اور آبیاری کے لئے پانی کی ضرورت پڑتی تھی۔ پانی کا بحران تھا۔ جو پانی آتا تھا وہ ضرورت کے لئے کافی تھا اور اسے ٹینکر منگوانا پڑتا تھا جو خاصا مہنگا پڑتا تھا۔ پودوں کو حسب خواہ پانی نہ ملے تو وہ مرجھانے لگتے ہیں۔

مالیوں کے دماغ بھی ساتویں آسمان پر تھے۔ اس علاقے میں کوٹھیوں اور بنگلے والے انہیں بہت زیادہ تنخواہ دیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سارے مالی دبئی اور عرب ممالک چلے گئے تھے۔ اس لئے جو تھے ان کے نخرے بھی بڑھ گئے تھے۔ گزشتہ برس اس نے ایک ہزار دے کے باغیچہ ٹھیک کروایا تھا۔ پھر بھی کام اطمینان بخش نہیں ہوا تھا۔ اب تو وہ اس کام کے دو دو تین تین ہزار روپے مانگ رہے تھے۔

دفتر کے ایک دوست نے اسے ایک باغبانی کے دفتر کا پتا اور فون نمبر دیا۔ فون کرنے پر دوسرے دن اس ادارے کا ایک مالی آ گیا۔ اس نے باغیچہ کا معائنہ کرنے کے بعد اس نے کہا باغیچہ ٹھیک کرنے میں تین چار دن لگیں گے۔ میں سہ پہر کے وقت آ جاؤں گا۔ یومیہ چھ سو روپے لوں گا...... یہ صفائی کے ہوں گے...... اور دو سو روپے کھاد کے الگ ہوں گے۔“

”تم اچھی طرح سے دیکھ لو...... اس لئے کہ باغیچہ بہت بڑا ہے...... ایسا نہ ہو کہ بعد میں تم اپنی بات سے مکر کے زیادہ رقم مانگو...... بدمزگی پیدا ہو جائے۔“

”میں نے حساب لگا کے ہی بتایا ہے...... آپ بے فکر رہیں۔ کل خرچ دو ہزار آئے نا۔ ہم ٹھیکہ لے رہے ہیں۔“

www.urdupalace.com

دوسرا دن اتوار کا تھا۔ وہ مالی اور مکان میں ایک آدمی اور تھا۔ صبح ٹھیک آٹھ بجے آئے..... ساز و سامان اور ٹرک میں آئے تھے۔ کام ڈھائی دن میں ختم ہو سکتا تھا۔ سخت گرمی کے باوجود انہوں نے دیانت سے کام شروع کر دیا..... شاہ نواز کو بیچ میں ایک بار بھی کہنے کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ وہ سوچتا رہا کہ ڈھائی تین دن کی سخت محنت کے بعد وہ کیا کمائیں گے؟ جب وہ آپس میں رقم کا حصہ کریں گے تب انہیں کیا ملے گا۔

کام تین دن میں مکمل ہو گیا۔ ان دونوں نے مل کے باغیچے کی صورت ہی بدل دی تھی۔ اب وہ کہیں سے بھی اجاڑ جنگل کا حصہ نہیں لگ رہا تھا۔ شاہ نواز نے خوش ہو کے مزید سو روپے دے دیئے۔

"آپ دونوں نے بہت اچھا اور تسلی بخش کام کیا ہے..... باغیچہ بالکل صاف ہو گیا ہے..... کیا آپ اس کی باقاعدہ دیکھ بھال بھی کر سکتے ہیں؟"

"جی ہاں..... اس کے لئے ہم ہر ماہ پانچ سو روپے لیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" شاہ نواز نے کہا۔ رقم واقعی بہت کم تھی۔

ادارے کے دفتر کے مزدور دو مرتبہ اس کے ہاں آتے اور خوب محنت سے کام کرتے..... وہ پرانے درختوں کی سوکھی ٹہنیاں کاٹتے..... پودوں میں پانی دیتے..... اور جھاڑ دے کے زرد پتے الگ کرتے..... غرض ایک مہینے میں باغیچہ بہارستان کا منظر پیش کرنے لگا۔

شاہ نواز نے نہ صرف مزید سو روپے دیئے اور اس نے لنچ بکس میں جو وہ اپنے لئے لایا تھا۔

"کیا آپ لوگ صرف باغ بانی کا کام کرتے ہیں..... یا پھر دوسرے کام بھی۔"

"مکانوں کی مرمت..... سفیدی..... آرائش..... ہم ہر قسم کا کام کرتے ہیں۔"

شاہ نواز نے کچھ سوچ کے مکان کے اندر رنگ و روغن کا ٹھیکہ بھی دے دیا۔ صرف چار ہزار روپے میں۔

گزشتہ برس ایک ٹھیکہ دار نے اس کام کے لئے آٹھ ہزار روپے طلب کئے تھے۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اس ادارے کے آدمیوں نے صرف چار ہزار میں ٹھیکہ لے لیا تھا۔

شاہ نواز سے مال کی خریداری کے لئے دو ہزار کی رقم مانگی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ زائد رقم دینے کے باوجود ہر کام سستا پڑ رہا ہے۔ چند دنوں میں اس کا اجڑا ہوا گھر دلہن کی طرح سج گیا تھا۔ جون کے وسط تک اس کا گھر دلہن کی طرح سج گیا۔ پھر اس نے اپنا اسٹور تین سو کی رقم میں ٹھیک کروالیا تھا اور پائپ کا کام بھی کروالیا تھا۔ اس روز وہ چند گھنٹوں کے کام کے دوران غیر حاضر رہا۔ اس نے دیکھا کہ کمروں کے تمام فرش دھویا گیا ہے اور جالے بھی ہٹا دیئے گئے ہیں۔

اسے پہلے تو غصہ آیا کہ وہ کام تو خود بھی کر سکتا ہے۔ اس پر اسے رقم خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جب اس نے سارے کام کا بل بنایا تو کام کا خرچ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

وہ خاصا خوش و خرم ہو رہا تھا۔ لیکن اس خوشی کی تہہ میں پریشانیوں کا آتش فشاں ابل رہا تھا۔ کیوں کہ مکان سنورنے کے ساتھ ساتھ اسے بیوی اور بچوں کی یاد بہت ستانے لگی تھی۔ اسے اپنی حسین اور نوجوان بیوی کی یاد آ رہی تھی..... اس کے علم میں یہ بات آئی تھی کہ اس کی بیوی کسی فلمی ہدایت کار کے چکر میں پڑ گئی تھی..... بے وفا ہو گئی۔ غلاظت میں گر گئی۔ اس نے اپنے مکان پر جو اتنی محنت کی اور رقم خرچ کی تھی اس کالونی میں اس کا مکان سب سے زیادہ دیدہ زیب اور صاف ستھرا نظر آتا تھا۔ باغیچہ اتنا خوب صورت ہو گیا ٹی وی والے اس میں ایک گانا پکچرائز کر گئے تھے۔ یہ مزدور لوگ اس کے لئے مخلص اور فرشتے ثابت ہوئے تھے۔

اس نے ایک فلمی رسالے میں اپنی بیوی کی تصویریں دیکھیں تو اس کا خون کھولنے لگا۔ اسے اپنا لڑکا سرفراز بہت یاد آ رہا تھا۔ اس کی بیوی جاتے وقت اپنا سارا سامان چھوڑ گئی تھی۔ لیکن بچوں کو ساتھ لے گئی تھی۔ اسے پرانے دن اور راتوں کو بیوی کے شب بسری یاد آنے

www.urdupalace.com

لگے ـــ اور پھر اس کا قیامت خیز بدن ـــ وہ دن بہت یاد آتے جب وہ ایک سرور اور محبت بھری ازدواجی زندگی گزار رہا تھا۔ ایک دن جب وہ دفتر سے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بجلی والے تاروں کو درست کر رہے ہیں۔ ان میں ان کا سپروائزر تھا۔ شاہ نواز نے کہا۔

"آپ میرے ہاں آ کر چائے پئیں...... میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا بات چیت......؟" اس نے حیران ہو کے پوچھا۔

"کوئی خاص موضوع نہیں ہے۔ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ کیوں کہ اگر میں خاموش رہا تو مر جاؤں گا۔"

"لیکن ہمیں تو ابھی ایک اور جگہ جا کے کام کرنا ہے۔"

وہ شاہ نواز کے بے حد اصرار پر اندر آ گیا۔ چائے پینے کے دوران اس نے اپنی پریشانیوں اور الجھنوں کے بارے میں باتیں شروع کر دیں۔ "میں بڑا پریشان رہتا ہوں۔ کبھی کبھی تو تنہائی کی اذیت سے مجھے اپنی جان نکلتی محسوس ہوتی ہے۔ تم نے یہ اندازہ لگا لیا ہوگا کہ میری بیوی مجھ سے دور ہے۔" سپروائزر سنتا اور چائے پیتا رہا۔

شاہ نواز نے اسے خاموش پا کے اپنی بات جاری رکھی۔ اور وہ جاتے وقت میرے بچوں کو بھی ساتھ لے گئی۔ برسوں کی خوش گوار زندگی کے بعد اب اس مکان پر جو اداسی مسلط ہو گئی ہے تم شاید اس کا اندازہ نہ لگا سکو یا ممکن ہے۔ تمہیں بھی کبھی اس طرح کے دکھ سہنے پڑے ہوں۔ اور تمہیں بھی ان پریشان کن لمحات کا کچھ اندازہ ہو......؟"

سپروائزر خاموش تھا۔ شاہ نواز کہے جا رہا تھا۔

"تنہائی کے یہ شب و روز اس امید پر کاٹ رہا ہوں کہ میری بیوی شاید کسی روز واپس آ جائے۔ کسی روز مکان کی ویرانی دور ہو جائے۔"

"وہ کب سے گئی ہوئی ہے؟" سپروائزر نے پوچھا۔

چار مہینے ہو چکے ہیں۔ شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے اور مجھے دوسری شادی کر لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ شاید میں یہی کروں...... اس کے ساتھ تو یوں بھی میری زندگی خاصی تلخ تھی۔"

شاہ نواز نے تفصیل سے اسے بتایا کہ اس نے کس طرح شاہینہ سے شادی اور محبت کی...... پھر اس سے شادی کے بعد کے ناخوش گوار حالات پر روشنی ڈالی۔ کوئی پون گھنٹے تک وہ مسلسل بولتا رہا۔ جب سپروائزر اٹھنے لگا تو شاہ نواز نے کہا۔

"دوست! ایک منٹ ٹھہرو...... مجھے تم سے ایک ضروری بات کہنی ہے...... میں ایک روز ماہر نفسیات کے پاس اپنی پریشانیوں کا حل تلاش کرنے گیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے جی بھر کے اپنے دکھڑے کسی کو سنانے چاہئیں۔ اس طرح میرے دل کی ساری بھڑاس نکل جائے گی۔ اور میں ذہنی طور پر ٹھیک ہوتا جاؤں گا...... لیکن یہ پڑھے لکھے لوگ میری باتیں غور سے نہیں سنتے...... آج تم سے باتیں کر کے میں اپنے آپ کو ٹھیک محسوس کر رہا ہوں...... کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ صرف دو مرتبہ میری باتیں سننے آ جایا کرو۔ کچھ رقم بھی دے سکتا ہوں۔"

"آ جایا کروں گا......" سپروائزر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "آپ کو مجھے ہفتے میں دو بار آدھے آدھے گھنٹے بلانے کے لئے پانچ پانچ سو روپے دینے ہوں گے۔"

"اوہ...... شاید تم مذاق کر رہے ہو......؟ پانچ سو...... پانچ سو روپے۔"

"میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ کسی کی پریشانیاں سننا آسان کام تو نہیں ہے۔" سپروائزر نے آہستہ سے کہا۔ "آج کے دور میں ہر چیز ارزاں ہے۔ صرف دل کا چین خریدنے کے لئے آدمی کو بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے...... کس کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ کسی کی باتیں اور بھڑاس سنے...... یہ ماہر نفسیات جو مریض کی سنتے ہیں وہ ان کی فیس نہیں بلکہ جو وقت دیتے ہیں اس کی قیمت وصول کرتے ہیں...... میں بھی آپ سے جو رقم لے رہا ہوں وہ وقت کی قیمت ہے......"